سیکولر بھارت اور بھارت کے مسلمان

ڈاکٹر محمد جہانگیر تمیمی°

بھارتی پنجاب اور اتر اکھنڈ (ڈیرہ دون) کے فروری ۲۰۰۷ء کے اسمبلی انتخابات میں جیت کے بعد بھارتیہ جنتا پارٹی (بی جے پی) کی قومی کونسل کے اجلاس منعقدہ لکھنؤ میں اس کے قومی صدر پروفیسر راج ناتھ سنگھ کا بیان یکم مارچ ۲۰۰۷ء میں سامنے آیا ہے جس میں کہا گیا ہے: اوّلاً: اگر انھیں ۲۰۰۹ء کے پارلیمانی انتخابات میں اکثریت حاصل ہوجاتی ہے تو وہ متنازع بابری مسجد کی جگہ رام مندر بنانے کے لیے ایک قانون بنائیں گے۔ ثانیاً: بی جے پی کی قوم پرستانہ پالیسی کے زیرسایہ ایک طاقت ور بھارت کی تعمیر ضروری ہے تاکہ مرکز کی حکومت (من موہن سنگھ) کی اقلیتوں کو خوش کرنے کی خطرناک سیاست کو بھارت کی سرزمین پر ختم کیا جاسکے (روزنامہ نواے وقت‘ لاہور‘ یکم مارچ ۲۰۰۷ء)۔ المیہ یہ ہے کہ بھارت میں کانگریس نے مسلمانوں کو عملاً کچھ نہیں دیا۔ مگر دوسری طرف بھارتیہ جنتا پارٹی‘ اسے مسلمانوں کی اقلیت نوازی کے نام پر شور مچا کر مسلمانوں کو مزید ملیامیٹ کرنے کی ہندتو پالیسی پر عمل پیرا ہے جس کا کھلا نعرہ ہے: ہندی ، ہندو ، ہندستان

بھارتیہ جنتا پارٹی کے صدر راج ناتھ سنگھ کا تازہ ترین بیان بلکہ اعلان‘ اس بات کا غماز ہے کہ اگر کانگرس یا کسی اور سیاسی جماعت نے مسلمانوں کی پس ماندگی دُور کرنے کی بات کی تو بھارتیہ جنتا پارٹی کا مسلم دشمن رویہ مزید جارحانہ سمت میں آگے بڑھے گا۔ ان کی دوسری فوری وجہ یوپی (اتر پردیش) میں ماہِ اپریل ۲۰۰۷ء میں صوبائی اسمبلی کے انتخابات ہیں۔ ظاہر ہے کہ یوپی صوبہ بھارت کا آبادی کے اعتبار سے سب سے بڑا صوبہ ہے جس کی بھارت کی قومی سیاست میں بڑی اہمیت ہے۔ وہاں سماج وادی پارٹی اور اس کے وزیراعلیٰ ملائم سنگھ یادو کے مقابل مایاوتی کی بہوجن سماج وادی پارٹی‘ کے علاوہ بھارتیہ جنتا پارٹی ایک متبادل اور متحرک سیاسی جماعت ہے۔

بھارتیہ جنتا پارٹی پنجاب اور اتر اکھنڈ کے بعد یوپی میں اپنی حکومت قائم کرنے کے لیے

° ایسوسی ایٹ پروفیسر‘ سنٹر براے ساؤتھ ایشین اسٹڈیز‘ پنجاب یونی ورسٹی‘ لاہور

مسلمانوں کے خلاف ہندوؤں کے روایتی اور تاریخی تعصب کو ہوا دے کر پھر سے ہندتو کارڈ اور رام مندر کی تعمیر کا مسئلہ اٹھائے سامنے آرہی ہے' جب کہ گجرات میں مسلمانوں کے حالیہ قتلِ عام کے بعد پٹنہ (بہار) میں وشوا ہند پریشد (ورلڈ ہندو کونسل) کے جنرل سیکرٹری پروین توگڑیا کا تازہ ترین اعلان بھی سامنے آیا ہے۔ جس میں انھوں نے ہندو آبادی کو مشتعل کرنے کے لیے کہا ہے کہ ''وہ مسلمانوں کے خلاف متحد ہو جائیں''۔ انھوں نے مسلمانوں پر زبردست تنقید کرتے ہوئے کہا کہ ''مسلمان ایک سے زیادہ شادیاں کر رہے ہیں اور وہ جلد ہندستان کے ہندوؤں کو اقلیت بنا دیں گے''۔ یہ وہ مسلم دشمن لہریں ہیں جو بھارتی سماج کے در و بام ہلانے کے لیے سرگرمِ عمل ہیں۔ جس طرح بھارت' پاکستان کو اپنا دشمن نمبر ایک سمجھتا ہے بعینہٖ بھارت کے ہندو' مسلمانوں کو بھی اپنا دشمن نمبر ایک ہی سمجھتے ہیں' جسے یقین نہ آئے بھارت جا کر بچشم خود دیکھ لے۔

دوسری طرف مسلمان ایک سہمی ہوئی اقلیت کے طور پر حکمرانوں اور ہندو سیاست دانوں کے رحم و کرم پر ہیں۔ صاف کہنا چاہیے کہ بھارت کے مسلمانوں کے گذشتہ ۶۰ برس' ہندو اکثریت کے تاریخی تعصب اور ہندو حکمرانوں کی دانستہ پالیسی کے نتیجے میں معاشی پس ماندگی کا آئینۂ ایام ہیں۔ جس سے بالفعل یہ ثابت ہوا ہے کہ قومیں دین سے بنتی ہے سرزمین سے نہیں' ورنہ بھارت کی مسلم ملت یوں اپنے وطن میں غریب الوطن تو نہ ہوتی کہ سانحہ گودھرا گجرات کے بعد بھارت کے مسلمانوں کا مستقبل اپنے ہی وطن میں تاریک ہو کر رہ گیا ہے اور مسلمانوں کی بے بسی اور برستی آنکھیں انصاف مانگتے مانگتے اندھی ہو گئی ہیں۔ بھارتی سپریم کورٹ کے بعض احکامات کے تحت' کچھ قانونی کارروائی اور کچھ مظلوم مسلمانوں کی شنوائی جاری ہے۔ مگر گجرات میں 'ہندوتو' کا تجربہ وہ نمونہ ہے جس میں بھارتیہ جنتا پارٹی کے زیر اقتدار مسلمانوں کے مستقبل کی واضح جھلک دکھائی دیتی ہے مگر گجرات کے مسلمانوں کا صوبائی حکومت کے ایما پر قتلِ عام اور پھر یہ اعلان: ''مسلمانوں کے دو استھان پاکستان یا قبرستان!'' کس طرح کے عزائم کی پھنکار ہے۔

بھارت کا مسلمان گذشتہ ۶۰ برس سے ہندو اکثریت کے ہندستان میں جس جمہوری اور سیکولر تجربے سے گزرا ہے' اس کی بازگشت دسمبر ۲۰۰۶ء کو مسلمانوں کے بارے میں معاشی' سماجی اور تعلیمی کوائف جاننے کے لیے قائم سچر کمیٹی میں سنائی۔ اس میں بتایا گیا ہے کہ ہندستان میں مسلمان'

اپنی معاشی پس ماندگی میں دلتوں سے بھی کہیں نچلے درجے پر پہنچ چکے ہیں۔ سچر کمیٹی نے اپنی رپورٹ میں 'شرمساری کے ساتھ' کے الفاظ استعمال کیے ہیں۔ بھارت میں برسرِ اقتدار کانگریسی قیادت کی یو پی اے سرکار کا بھارت کے مسلمانوں کے بارے میں حقائق جاننے کا مقصد کیا واقعی مسلمانوں کی پس ماندگی کا مداوا کرنا ہے یا صرف مسلمانوں کے ووٹ بٹورنے کی روایتی سیاست ہے؟ اس پر سردست کچھ کہنا مناسب نہ ہوگا۔ البتہ ایک حقیقت جو سامنے ہے وہ یہ کہ بھارت کے حکمرانوں' سیاست دانوں اور ہندو اکثریت کی یہ اجتماعی اور مستقل پالیسی رہی ہے کہ مسلمانوں کو مسلسل دوسرے درجے کے خوف زدہ شہری ہی نہیں' ایک یرغمال رعایا کے طور پر محبوس رکھا جائے' جس کا بدیہی ثبوت سچر کمیٹی رپورٹ ہی نہیں' بھارت بھر میں پھیلے ۱۷ کروڑ سے زائد مسلمانوں کے شب و روز ہیں۔ جہاں گذشتہ ۶۰ برس میں ۲۴ ہزار کے لگ بھگ مسلم کش فسادات برپا ہو چکے ہیں اور بھارتی مسلمان معاشی' معاشرتی طور پر پریشانیوں کا شکار ہیں۔

مسلمانوں نے اپنے طور پر تعلیمی' فلاحی اور سماجی نوعیت کے ادارے تو بنا رکھے ہیں مگر مسلمان نوجوان اگر بمشکل تعلیم یافتہ ہو جائیں تو بھی انھیں روزگار ملنا مشکل ہوتا ہے۔ اکثریت کا رویہ مسلمانوں کے تئیں تعصب و حقارت ہی نہیں' شر اور شرارت سے بھرپور ہے۔ کسی جگہ مسلمان اپنے روایتی پیشوں میں کامیاب ہوں بھی تو فرقہ وارانہ فسادات کی آڑ میں پاورلومز جلانا' ان کے کارخانوں کو نذرِ آتش کرنا اور لوٹ مار کر کے پھر انھیں معاشی پستی کی سطح پر دھکیل دینا ایک عام رویہ ہے۔

کانگریس کے ہم نوا بعض علما کے پرستار حلقے پاکستان کے قیام کو غلطی قرار دے کر اُسے مسلمانانِ ہند کی سزا کی بات کرتے ہیں' حالانکہ حقیقت اس کے برعکس ہے۔ مسلمانوں کو پاکستان بنانے کی نہیں محض مسلمان ہونے کی سزا دی جا رہی ہے۔ کانگریس نے اپنے دورِ اقتدار میں مسلمانوں کو کیا دیا ہے؟ یہ متحدہ قومیت کے ہندستان میں مسلمانوں کے معاشی' سماجی اور تعلیمی حالات سے واضح ہے۔ بھارت کے حکمرانوں کا رویہ کیا عملاً سیکولر ہے یا فرقہ وارانہ؟ اس کا صحیح جواب' بھارت کے مسلمانوں کی حالت سے عیاں ہے۔ دوسری طرف بھارتیہ جنتا پارٹی کا متعصبانہ اور متشددانہ طرزِ عمل ہے جس کی زد میں بھارت کے مسلمانوں کی اولادیں اور جایدادیں ہی نہیں' مساجد و مزارات اور اوقاف تک ہیں۔